

OPEN ACCESS RUSHD (Bi-Annual Research Journal of Islamic Studies) Published by: Lahore Institute for Social Sciences, Lahore.	ISSN (Print): 2411-9482 ISSN (Online): 2414-3138 July-Dece-2023 Vol: 5, Issue: 1 Email: journalrushd@gmail.com OJS: https://rushdjournal.com/index
---	--

Dr Hafiz Jamshed Akhtar¹

Hafiz Abdul Rehman Madni²

Farhat Majeed³

مولانا عطاء اللہ ڈیروی رحمۃ اللہ علیہ کی مطبوعہ تالیفات کا تحقیقی تعارف اور اسلوب و منہج

A Research Introduction and Style of Maulana Ataullah Dervi's Published Works

Abstract

The land of Dera Ghazi Khan is scientifically (knowledge wise) a fertile land. From here, many unique scholars have come to the fore. There are some of them who lived in anonymity all their lives and quietly engaged in the work of writing and compiling. Maulana Ataullah Dervi is one of the anonymous scholars. He was born in 1947 and died in 2020 at the age of seventy-three years. He lived in United Arab Emirates for thirty years as an imam and preacher. After returning home in 2008, he established a grand Library next to his Mosque named "Maktaba Derviah". In this Library, there is a rich collection of basic Shariah sources. Maulana Ataullah Dervi was blessed by Allah Almighty with the blessing of pen and paper. He wrote

-
- 1 Lecturer, Department of Islamic Studies, Ghazi University, Dera. Ghazi. Khan.
 - 2 Lecturer (V), Department of Islamic Studies, Ghazi University, D.G.Khan.
 - 3 M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies, Ghazi University, Dera. Ghazi. Khan.

on various topics and compiled more or less twenty-six books and magazines. While he also translated two Arabic books in Urdu format and later compiled commentaries on them. Out of these compilations, only ten have been printed. Among these books there are also magazines written on different topics besides beliefs, jurisprudential issues. In this research article, the research introduction and style of these published compilations of his works have been presented.

Keywords: Dera Ghazi Khan, AtaUllah Dervi, Ideology, Sighting the Crescent Moon, Destiny, Zakah on Jewelry.

تعارف

مولانا عطاء اللہ ڈیروی (چاہ لاڑوالہ، تونسہ روڈ)، ڈیرہ غازیخان سے تعلق رکھنے والے ایک ممتاز اور گمنام عالم دین تھے۔ آپ کا شمار مولانا سلطان محمود محدث جلاپوری، مفسر دوراں مولانا اللہ یار اور مولانا محمد رفیق اثری کے ارشد تلامذہ میں ہوتا ہے۔ آپ کی پیدائش 1947ء میں ہوئی۔ اسی برس آپ کے والد بزرگوار کا انتقال ہوا۔ اس طرح آپ کی مکمل کفالت اور تعلیم و تربیت کا سہرا آپ کی والدہ مرحومہ کے سر سجتا ہے۔ بعد از تعلیم آپ نے دس برس تک گاؤں کے بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم دی، بعد ازاں آپ متحدہ عرب امارات تشریف لے گئے اور وہاں کم و بیش تیس برس تک مختلف مساجد میں امامت و خطابت کی ذمہ داری نبھائی۔ یہ دورانیہ 1978ء سے 2008ء تک کا ہے۔ آپ کو کتب بینی اور تصنیف و تالیف کے ساتھ خاص شغف تھا۔ وطن واپسی کے بعد آپ نے اپنے گاؤں میں ہی مسجد کے ساتھ ملحق ایک مکتبہ قائم کیا جسے ”مکتبہ ڈیرویہ“ کا نام دیا۔ اس میں آپ کی تمام کتب محفوظ ہیں اور طلبہ و طالبات ان سے استفادہ کی غرض سے تشریف لاتے رہتے ہیں۔ آپ کے فرزند مولانا حفیظ اللہ آپ کی علمی تراث کے محافظ ہیں۔ آپ نے 22 مئی 2020ء، بروز جمعہ المبارک وفات پائی۔ ذیل میں آپ کی مطبوع تالیفات کہ جن کی تعداد دس ہے کا تحقیقی تعارف و اسلوب و منہج دو مباحث میں پیش کیا جا رہا ہے۔ ان تالیفات کی رسائی میں مولانا عبد المنان شورش اثری (استاذ درس نظامی، مرکز ام القری (المودہ)، ڈیرہ غازیخان) کا تعاون شامل رہا۔

مبحث اول: عقیدہ کی بابت مولانا ڈیروگی تالیفات

نظریات کی اساس عقائد پر استوار ہوتی ہے۔ نبی رحمت ﷺ جس معاشرہ کی طرف مبعوث کیے گئے وہ جہالت و گمراہی میں ڈوبا ہوا تھا۔ اس معاشرہ میں اعلیٰ اقدار کا نام و نشان تک موجود نہ تھا۔ ہر قسم کی معاشرتی برائی اسے پوری طرح جکڑے ہوئے تھی۔ اس معاشرہ میں بطور دعوت و تبلیغ کے لیے معاشرے کی اصلاح کی کوشش ایک اہم ترین ذمہ داری تھی لیکن یہاں اہم ترین بات یہ کہ رسول انور ﷺ نے دعوت کی ابتداء کی تو عقائد کی اصلاح کو مقدم رکھا اور یہ بات سمجھادی کہ افراد و معاشرے کے عقائد ہی اصل بنیاد ہوتے ہیں۔ مولانا ڈیروگی نے عقائد کی بابت کتب و رسائل تصنیف کیے ہیں۔ جن میں سے مطبوع کتب کا تعارف و اسلوب و منہج درج ذیل ہے:

1- مسئلہ تقدیر

مولانا ڈیروگی کی یہ کتاب عقیدہ کے ایک اہم مسئلہ ”تقدیر“ کی توضیح و تبیین پر مشتمل ہے۔ یہ کتاب دراصل غلام احمد پرویز کے مسئلہ تقدیر میں مؤقف کا علمی محاکمہ ہے۔ مولانا ڈیروگی نے اس کتاب میں غلام احمد پرویز کے تقدیر کی بابت باطل نظریات کی علمی تردید قلمبند کی ہے۔ کتاب کی ضخامت ایک صدیچاس صفحات ہے۔ یہ کتاب مئی 2010ء میں دارالکتب العلمیہ، کراچی سے طبع ہوئی۔ کتاب کا مکمل نام: ”محرّف قرآن و منکر حدیث پرویز صاحب اور مسئلہ تقدیر“ ہے۔ غلام احمد پرویز کا شمار معروف منکرین حدیث میں ہوتا ہے۔ منکرین حدیث ہر شے کو عقل کی کسوٹی پر تولتے ہیں۔ گویا انہوں نے دین کو اپنی ذاتی فہم کے تابع کر دیا ہے۔ یہ لوگ احادیث طیبہ کو کہ جو حجت فی الدین ہیں، سرے سے تسلیم ہی نہیں کرتے یا پھر ان احادیث کو تسلیم کرتے ہیں کہ جو ان کے فہم میں درست ہوں۔

مسئلہ تقدیر میں صاحب کتاب کا اسلوب

مولانا ڈیروگی کا مکمل کتاب میں اسلوب یہ ہے کہ آپ پہلے پرویز صاحب کا ایک مؤقف یا قول ذکر کرتے ہیں اور بعد ازاں اس پر جرح کرتے ہیں۔ درج ذیل امثلہ سے مولانا ڈیروگی کا کتاب میں اختیار کردہ اسلوب و منہج با آسانی سمجھا جاسکتا ہے۔

پہلی مثال

غلام احمد پرویز مذہب اور دین کی اصطلاح میں فرق کرتے ہیں۔ اس ضمن میں وہ رقم طراز ہیں:

”جو نظام حیات خدا کی طرف سے بذریعہ وحی حضرات انبیاء کرام کو ملتا تھا اسے دین کہا جاتا ہے لیکن بعد میں جب اس دین میں انسانی تحریفات راہ پالیں تو دین دین نہیں رہتا، مذہب مذہب بن جاتا ہے۔“¹

مولانا ڈیرویؒ نے اس موقع پر جواب دیا کہ مذہب اور دین میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اور یہ کہ یہ تفریق پرویز صاحب کی ذہنی اختراع ہے۔ آپ لکھتے ہیں:

”بہر کیف دین اور مذہب کے درمیان یہ فرق پرویز صاحب کی اپنی ذہنی اختراع ہے جس کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ مذہب کی تعریف اہل علم نے اس طرح کی ہے:

”طريقة معينة في استنباط الأحكام الشرعية من أدلتها التفصيلية“

”یعنی تفصیلی ادلہ سے ماخوذ شرعی احکامات کے استنباط کا طریقہ معینہ مذہب کہلاتا ہے۔“²

دوسری مثال

مولانا ڈیرویؒ نے خلق کے مسئلہ پر بھی پرویز صاحب کی گرفت کی ہے۔ کتاب التقدير میں پرویز صاحب نے دو دنیاؤں عالم خلق و عالم امر کا ذکر کیا ہے۔ اس پر مولانا ڈیرویؒ جرح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

”یہ عقیدہ تصوف کی پیداوار ہے جو غالباً پرویز صاحب نے صوفیاء سے اخذ کیا ہے۔ کیونکہ پرویز صاحب عمر کا ایک حصہ تصوف میں گزار کر آئے تھے جس کا تذکرہ انہوں نے اپنی کتاب ”تصوف کی حقیقت“ میں کیا ہے۔“³

اس ضمن میں مزید مولانا ڈیرویؒ نے وضاحت کی کہ لوگ آیت کریمہ:

﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ﴾⁴

کے ترجمہ میں باطل نظریہ کو داخل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کا ترجمہ آپ نے اس طرح کیا ہے:

”آیت کریمہ کا ترجمہ درج ذیل ہے: یعنی جان لو کہ تمام مخلوق اللہ کی ہے اور اس مخلوق میں حکم کا اختیار بھی اللہ

ہی کا ہے۔“⁵

مکمل کتاب میں اسی طرز پر مولانا ڈیرویؒ نے پرویز صاحب کے عقائد و نظریات کا علمی جواب دیا ہے اور آخر

¹ پرویز، غلام احمد، کتاب التقدير (لاہور: ادارہ طلوع اسلام ٹرسٹ، 1994ء)، ص 27

² مولانا عطاء اللہ ڈیروی، مسئلہ تقدیر، 24۔

³ مولانا عطاء اللہ ڈیروی، مسئلہ تقدیر، 30۔

⁴ القرآن، الاعراف: 54۔

⁵ مولانا عطاء اللہ ڈیروی، مسئلہ تقدیر، 31۔

کتاب میں ایک مختصر خلاصہ بھی درج کیا ہے۔ جس سے پوری کتاب میں موجود بحث کا ایک خاکہ ذہن میں آجاتا ہے۔

2- توضیح خلافة الإنسان في ضوء السنة والقرآن

کتاب ہذا کا اردو عنوان ”زمین پر انسان کی خلافت قرآن و سنت کی روشنی میں“ ہے۔ اس کتاب میں مولانا ڈیروی نے پروفیسر صبیح الدین انصاری کی کتاب ”کیا انسان خلیفۃ اللہ ہے“ کا جواب دیا ہے۔ آپ نے اپنے اس جواب کو انتالیس 39 ذیلی عنوانات میں تقسیم کیا ہے۔

مولانا ڈیروی کا اسلوب

ابتدائے کتاب میں مولانا ڈیروی نے سیدنا آدم عَلَيْهِ السَّلَامُ کی خلافت کی بابت ایک تحقیقی جائزہ پیش کیا ہے، جس میں آپ نے ابن عربی صوفی کا موقف ابتداءً درج کیا کہ ابن عربی کے نزدیک اللہ اور انسان ایک ہی ہیں اور ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں۔ معاذ اللہ۔ یہ باطل عقیدہ ہے کہ جس پر کبار مفسرین و محدثین کا رد موجود ہے۔ پھر مولانا ڈیروی نے پروفیسر صاحب کا عقیدہ بیان کیا کہ وہ یہ موقف رکھتے ہیں کہ سیدنا آدم عَلَيْهِ السَّلَامُ کو اللہ کا خلیفہ ماننا شرک ہے اور یہ عقیدہ رکھنے والا مشرک ہے۔ پروفیسر صاحب کا موقف گویا یہ ہے کہ خلیفہ اس کا ہوتا ہے جو کہ معدوم ہو جائے۔ جیسے کہ رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی وفات کے بعد سیدنا ابو بکر رَضِيَ اللهُ عَنْهُ آپ کے خلیفہ بنے۔ اس بابت مولانا ڈیروی نے ادلہ کے ساتھ مفصل جواب دیا ہے، مثلاً:

”خلیفہ اس کو بھی کہا جاتا ہے جو کسی کے زندہ ہونے اور دنیا میں موجود رہنے کے باوجود صرف کسی خاص مقام پر موجود نہ ہونے کی وجہ سے اس کا جانشین ہوتا ہے۔ چنانچہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سفر پر جاتے وقت یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

«اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ وَالسَّالِ»

”اے اللہ تو سفر کا ساتھی ہے اور گھر میں ہمارا جانشین ہے۔“¹

اسی بحث میں مولانا عطاء اللہ ڈیروی نے کئی ایک ادلہ سے یہ ثابت کیا کہ خلیفہ کا تعلق عدم کے ساتھ نہیں ہے

¹ : مولانا عطاء اللہ ڈیروی، توضیح خلافة الانسان في ضوء السنة والقرآن، (متحدہ عرب امارات: مطبعہ ندارد، 1991ء)، 15۔

بلکہ کسی کے وجود کے ہوتے ہوئے بھی خلیفہ کہا اور بولا جاتا ہے۔ اسی طرح یہ خلیفہ تو اللہ رب العزت نے دیگر انبیاء کو بھی قرار دیا جیسا کہ سیدنا داؤد کی بابت اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ﴾¹

”اے داؤد! ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ بنایا ہے لہذا تم لوگوں میں انصاف سے فیصلہ کرنا اور خواہشات کی پیروی نہ کرنا۔“

اسی طرح اللہ رب العزت نے دیگر مقامات پر عام لوگوں کے لیے بھی جانشینی کا اور خلیفہ ہونے کی بابت ارشاد فرمایا تو سیدنا آدم علیہ السلام اس معنی میں بالاولیٰ اللہ رب العزت کے خلیفہ ہوئے۔

انسان جنات کا خلیفہ نہیں ہے

پروفیسر صاحب کا یہ موقف بھی تھا کہ انسان کو جنات کا خلیفہ بنایا گیا ہے کہ جنات کو پہاڑوں اور جنگلوں میں دھکیل دیا گیا تھا۔ اس بابت مولانا ڈیروٹی نے وضاحت کی کہ پروفیسر صاحب ایک طرف کہتے ہیں کہ خلیفہ اس کا بنا جاتا ہے جو معدوم ہو گیا ہو جب جنات معدوم نہیں بلکہ موجود ہیں تو ان کا خلیفہ ہونا آپ کے وضع کردہ اصول کے خلاف کیسے درست ہو گیا۔۔۔! بعد ازاں مولانا ڈیروٹی نے پروفیسر صاحب کے اس باطل موقف کی تردید کی کہ جنات کو پہاڑوں میں دھکیل دیا گیا ہے۔ اس ضمن میں آپ نے متعدد احادیث نبویہ کو اپنے جواب کا حصہ بنایا ہے۔ جن میں سے ایک روایت یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو جنات سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی حدیث اس طرح ہے:

"كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا دَخَلَ الْخَلَاءَ قَالَ: اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ"²

”رسول اللہ ﷺ جب بیت الخلاء تشریف لے جاتے تو کہتے: اے اللہ میں جنات اور جننیوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔“

ذات باری تعالیٰ کہاں ہے

¹: القرآن، ص: 26۔

²: محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح (بیروت: مکتبہ عصریہ، 2009ء)، رقم الحدیث: 6322۔

مولانا ڈیروی نے اس ضمن میں یہ واضح کیا کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے اس کے فیصلہ کردہ امور اس کی مخلوقات سرانجام دیتی ہیں۔ یہاں آپ نے وضاحت کی کہ اسی بات کو پروفیسر صبیح الدین انصاری شرک سے تعبیر کرتے ہیں کہ خلیفہ کا مطلب یہ ہوا کہ معاذ اللہ کو محتاج تسلیم کیا جا رہا ہے۔ اس بات کا جواب دلیل سے مولانا ڈیروی نے رقم کیا ہے۔ آپ نے وضاحت فرمائی کہ تدبیر تو اللہ نے فرشتوں کے ذمہ بھی لگائی ہے جیسے ارشاد فرمایا:

﴿فَالْمَدِيرَاتِ أَمْرًا﴾¹

”پھر جو کسی کام کی تدبیر کرنے والے ہیں۔“

یعنی فرشتوں کو اللہ رب العزت نے متعدد کام سونپے ہیں جن کو وہ بخوبی سرانجام دے رہے ہیں۔ تو فرشتوں کے تدبیر امر سے جب اللہ کی محتاجی ثابت نہیں ہوتی تو کسی انسان سے جب اللہ کام لیں تو اس سے اللہ کی محتاجی کیسے ثابت ہو جائے گی!۔

قدیم مفسرین کا اتفاق

مولانا ڈیروی نے اس کتاب میں قدیم مفسرین کی آراء ذکر کیں کہ جو سیدنا آدم علیہ السلام کو اللہ کا خلیفہ قرار دیتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

”امام ابن جریر، امام ابن الجوزی، امام قرطبی، امام بغوی، امام ابو حیان، امام فخر الدین رازی وغیرہ متقدمین مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ آیت: ﴿إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾ میں سیدنا آدم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ بنا کر بھیجے گئے۔ امام ابن الجوزی نے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہی قول قرار دیا ہے، ان ائمہ کے اقوال ہم نے انصاری صاحب کو لکھ کر بھیجے تھے لیکن وہ اپنی بات پر مصر ہیں۔“²

انسان کا خلیفہ اللہ ہونے کا مطلب عام الفاظ میں یہ ہے کہ اللہ نے اسے بعض امور میں فیصلوں کا اختیار و ذمہ داری سونپی ہے، مثلاً: قصاص۔ کہ ایک انسان کو قتل کے بدلہ میں قتل کر دینا۔ اب یہ قتل کرنے کا حق اللہ نے کسے سونپا؟ انسان کو۔ تو گویا یہ تدبیر امر ہے جو انسان کرتا ہے لیکن وہ اللہ کے حکم کے تابع ہو کر اور گویا اس کے نائب کی حیثیت سے یہ فعل سرانجام دے رہا ہوتا ہے۔

¹: القرآن، النازعات: 5۔

²: مولانا عطاء اللہ ڈیروی، توضیح خلافة الانسان في ضوء السنة والقرآن، 27۔

کتاب کے آخر میں مولانا ڈیروئی نے سید بدیع الدین شاہ راشدیؒ کے انسان کے خلیفۃ اللہ ہونے کی بابت دو فتاویٰ جات نقل کیے ہیں اور اپنے موقف کو تقویت بخشی ہے۔ جبکہ پروفیسر صبیح الدین انصاری صاحب کی کتاب پر مولانا عبد القیوم بستوی کا 20 صفحات پر محیط تبصرہ بھی ذکر کیا ہے۔ مولانا بستوی ایک جید عالم دین تھے اور جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ سے فارغ التحصیل تھے۔ آخر کتاب میں تین صفحات پر محیط ایک شذرہ بھی شامل کتاب ہے کہ جو شارحہ کے ایک امام و خطیب مولانا محمد یامین کا لکھا ہوا ہے۔ جس میں انہوں نے اس کتاب کی بابت تو صیغی کلمات درج کیے ہیں۔

3- دیوبندی اور تبلیغی جماعت کا تباہ کن عقیدہ صوفیت

یہ کتاب ایک صد بانوے (192) صفحات پر محیط ہے۔ جو کہ دارالکتب العلمیہ، کراچی سے مئی 2010ء میں طبع ہوئی۔ یہ کتاب مقدمہ کے علاوہ ایک صد پینتالیس (145) ذیلی عنوانات کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ اس کتاب میں مولانا ڈیروئی نے صوفی ازم کا محاکمہ کیا ہے اور ان میں پائی جانے والے غیر شرعی امور کی نشاندہی کی ہے۔ اس ضمن میں تبلیغی جماعت یا دیوبندی حضرات میں جو صوفیت کی باتیں شامل ہوئی ہیں کہ جو قابل اعتراض تھیں ان کا بھی ذکر کیا ہے اور دلائل سے انہیں غلط ثابت کیا ہے۔

مولانا ڈیروئی کا اسلوب

ابتداءً کتاب میں مولانا ڈیروئی نے فرق باطلہ مثلاً معتزلہ، مرجیہ، جہمیہ، قدریہ اور فتنہ خلق قرآن وغیرہ کا مختصر تذکرہ کیا ہے۔ بعد ازاں آپ نے اپنی کتاب کا اصل موضوع بایں الفاظ نقل کیا ہے:

”لفظ مظہر کا معنی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں چیز میں ظہور فرمایا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے روپ میں دنیا کے سامنے آتا رہتا ہے۔ اس گمراہ عقیدے کی وضاحت ہم نے اس کتاب میں کی ہے۔“¹

یعنی مکمل کتاب میں مولانا ڈیروئی نے صوفیاء کے باطل عقائد مثلاً نظریہ حلول، نظریہ ظہور و مظہر، عقیدہ وحدۃ الوجود و وحدۃ الشہود وغیرہ کا رد کیا ہے۔ اس ضمن میں انہوں نے تبلیغی جماعت و دیوبندی حضرات کے ان عقائد کا بھی رد کیا ہے جو دراصل صوفیت سے ان میں در آئے ہیں۔ اسی طرح مولانا ڈیروئی نے مختلف کتب کے

¹: مولانا عطاء اللہ ڈیروی، دیوبندی اور تبلیغی جماعت کا تباہ کن عقیدہ صوفیت (کراچی: دارالکتب العلمیہ، 2010ء)، 12۔

قابل اعتراض اقتباسات نقل کیے ہیں اور پھر ان کے جوابات اقتباس کے ذیل میں یا اقتباس ذکر کرنے سے قبل درج کیے ہوئے ہیں۔ جن کتب سے مولانا ڈیرویؒ نے اپنی اس کتاب میں اقتباسات نقل کیے ہیں ان کی تعداد 26 ہے:

- 1- وحدۃ الوجود از حاجی امداد اللہؒ
 - 2- کلیات امدادیہ از حاجی امداد اللہؒ
 - 3- مکاتیب الیاس از سید علی میاں ندویؒ
 - 4- مولانا الیاس اور ان کی دینی دعوت از سید علی میاں ندویؒ
 - 5- ترجمہ نشر الطیب فی ذکر النبی ﷺ از مولانا تھانویؒ
 - 6- الافاضات الیومیہ از مولانا اشرف علی تھانویؒ
 - 7- امداد المشتاق از مولانا اشرف علی تھانویؒ
 - 8- شہائم امدادیہ از مولانا اشرف علی تھانویؒ
 - 9- ارواح ثلاثہ از مولانا اشرف علی تھانویؒ
 - 10- قصص الاکابر از مولانا اشرف علی تھانویؒ
 - 11- شریعت و طریقت از مولانا اشرف علی تھانویؒ
 - 12- فضائل اعمال، مطبوعہ کتب خانی فیضی، لاہور
 - 13- فضائل صدقات، مطبوعہ کتب خانی فیضی، لاہور
 - 14- فتاویٰ دارالعلوم دیوبند
 - 15- امداد السلوک از مولانا رشید احمد گنگوہیؒ
 - 16- تذکرۃ الخلیل از مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ
 - 17- مکتوبات و ملفوظات اشرفیہ از حاجی محمد شریفؒ
 - 18- انیس الارواح ملفوظات خواجہ ہارونیؒ
 - 19- بھجۃ القلوب از مولانا اقبالؒ
 - 20- آپ بیتی از مولانا زکریاؒ
 - 21- فضائل حج
 - 22- در مختار
 - 23- فضائل درود
 - 24- فتاویٰ عالمگیری
 - 25- فتاویٰ شامی
 - 27- تذکرہ حضرت جی مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ از مولانا منظور نعمانی۔
- مولانا ڈیرویؒ کس طرح کسی کتاب سے قابل اعتراض اقتباسات نقل کرتے ہیں، ملاحظہ ہو، آپ رقمطراز ہیں:
- ”مرید کو یقین ہونا چاہیے کہ شیخ کی روح کسی خاص جگہ میں مقید و محدود نہیں ہے پس مرید جہاں بھی ہوگا، خواہ قریب ہو یا بعید تو گو شیخ کے جسم سے دور ہے لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں (امداد السلوک ص 67)۔“¹
- اس قابل اعتراض اقتباس کو نقل کرنے کے متصل بعد مولانا ڈیرویؒ نے اس پر نقد کرتے ہوئے فرمایا:
- ”یہ امداد السلوک بانی جماعت تبلیغ مولانا الیاس صاحب کے پیرومرد رشید احمد گنگوہی صاحب کی تالیف ہے۔

¹: مولانا عطاء اللہ ڈیروی، دیوبندی اور تبلیغی جماعت کا تباہ کن عقیدہ صوفیت، 118۔

گویا اس بدعتی عقیدے پر جماعت تبلیغ بھی مکمل عقیدہ رکھتی ہے۔ اس کتاب کی اہمیت جماعت تبلیغ کے نزدیک کیا ہے؟ اس سے واضح ہے کہ مولوی زکریا صاحب نے اس کا مقدمہ تالیف کیا ہے۔¹ یہاں مولانا ڈیروئی نے صوفیاء کے باطل عقیدہ کا بیان کیا کہ جو جماعت تبلیغ نے بھی اختیار کر لیا ہے۔ آپ نے وضاحت کی کہ یہ عقیدہ باطل ہے اور اس عقیدہ کو بیان کرنے والے رشید احمد گنگوہی صاحب ہیں جو کہ تبلیغی جماعت کے بانی مولانا الیاس صاحب کے پیرومرشد ہیں۔ نیز یہ کتاب تبلیغی جماعت کی اساسی کتب میں اس لیے بھی شمار کی جاتی ہے کہ اس کا مقدمہ ان کے رہنماء مولانا زکریا صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔

4- الرد الباهر في مسئلة الحاضر و الناظر (ترجمہ)

اس کتاب کے مؤلف شیخ عبدالرحمن امین ہیں۔ آپ کا تعلق متحدہ عرب امارات سے تھا۔ اس کتاب میں مؤلف نے نبی کریم ﷺ کی بابت حاضر و ناظر کے عقیدے کی نفی کی ہے اور اس پر ادلہ درج کی ہیں۔ مولانا ڈیروئی نے اس کتاب کو اردو قالب میں ڈھالا۔ اس کتاب کا اردو عنوان: ”کیا نبی اکرم ﷺ حاضر و ناظر ہیں؟“ ہے۔

مولانا ڈیروئی کا کتاب پر کام

مولانا عطاء اللہ ڈیروئی نے اس کتاب پر درج ذیل کام سرانجام دیئے:

- ① کتاب کا مکمل ترجمہ سلیس اردو میں کیا تاکہ قاری کو دشواری نہ ہو۔
 - ② ترجمہ میں تفہیم کا انداز اپنایا۔
 - ③ کتاب کے مشکل و توضیح طلب مقامات کی تشریح کی۔
 - ④ ضرورت کے مطابق بعض مقامات پر تعلیقات درج کیں۔ لیکن یہ تعلیقات و حواشی متن کا ہی حصہ ہیں اور ان کی الگ سے پہچان کرنا ممکن نہیں۔ تعلیق کا کوئی اشارہ یا رمز موجود نہیں ہے۔
 - ⑤ کتاب کی بعض ایسی عبارات کہ جو اہم نہ تھیں انہیں مولانا عطاء اللہ ڈیروئی نے حذف کر دیا۔
- درج بالا امور کا تذکرہ مولانا عطاء اللہ ڈیروئی نے کتاب کے مقدمہ میں کیا ہے۔²

¹: ایضاً، 118۔

²: مولانا عطاء اللہ ڈیروئی، ترجمہ: الرد الباهر في مسئلة الحاضر و الناظر (شارحہ: ناشر: عامر محمد سعید باقرین، 2001ء)، 6۔

کتاب کا اسلوب

یہ کتاب چار فصول اور ایک خاتمہ پر مشتمل ہے۔ فصول کے عنوانات کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ رسول ﷺ کے ہر جگہ حاضر و ناظر نہ ہونے کے دلائل 2۔ اہل بدعت کے دلائل اور ان کی حقیقت

3۔ رسول کریم ﷺ کی وفات حسرت آیات پر شرعی دلائل 4۔ اہل بدعت کے چند باطل عقائد اور ان کی

تردید

پہلی فصل میں صاحب کتاب نے دس ادلہ اس بات پر پیش کی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حاضر و ناظر نہیں ہیں۔ ان ادلہ میں سے سات (7) ادلہ قرآن مجید سے درج کی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔ سورۃ القصص، آیت 24 2۔ سورۃ القصص، آیت 45 3۔ سورۃ القصص، آیت

46

4۔ سورۃ آل عمران، آیت 44 5۔ سورۃ یوسف، آیت 102 6۔ سورۃ النساء، آیت 41

7۔ سورۃ الاعراف، آیت 6

جبکہ تین (3) ادلہ مؤلف نے احادیث نبویہ سے اخذ کی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

8۔ صحیح مسلم، کتاب الحج، رقم الحدیث: 1342۔ 9۔ صحیح مسلم، کتاب التوبۃ، رقم

الحدیث: 2770۔

10۔ صحیح بخاری، کتاب الہبۃ، رقم الحدیث: 2593۔

دوسری فصل میں صاحب کتاب نے نبی کریم ﷺ کے حاضر و ناظر کا نظریہ رکھنے والوں کی 9 ادلہ کو ذکر کیا اور بعد ازاں ان کا علمی محاکمہ پیش کیا ہے۔ اس محاکمہ میں صاحب کتاب نے وضاحت مع دلیل درج کی ہے کہ انہوں نے اس رائے کو یاد دلیل کو کیوں رد کیا۔ مثال کے طور پر نوں دلیل میں صاحب کتاب نے دو روایات نقل کیں: ”كنت نبيا وآدم بين الماء والطين“ اور ”كنت نبيا ولا آدم ولا ماء“ اس پر صاحب کتاب نے محاکمہ کرتے ہوئے رقم کیا:

”مذکورہ دونوں روایتیں موضوع (یعنی من گھڑت) ہیں۔ اس لیے ان سے کسی طرح کا استدلال بھی درست نہیں، علامہ زرقانی نے ان دونوں حدیثوں کو ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ علامہ سیوطی نے ”الدر المنثور“ میں

ان دونوں حدیثوں کو بے بنیاد و بے اصل قرار دیا ہے۔¹
 یعنی صاحب کتاب نے بیان کردہ روایات کو فقط اپنی رائے سے موضوع نہیں قرار دیا بلکہ اس بابت دو ائمہ کا حوالہ بھی درج کیا ہے۔ اسی اسلوب پر صاحب کتاب نے تمام ادلہ کا محاکمہ کیا ہے۔
 تیسری فصل میں صاحب کتاب نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کی بابت تیرہ (13) ادلہ درج کی ہیں جبکہ چوتھی فصل میں اہل بدعت کے بعض عقائد کا رد پیش کیا ہے۔ کتاب کے آخر میں حوالہ جات تفصیلاً درج ہیں جن کی تعداد ایک صد چھیالیس (146) ہے۔

بحث ثانی: اجاث فقہیہ اور دیگر عنوانات پر مولانا ڈیرووی کی مطبوع تالیفات
 اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے ہمیں تمام شعبہ ہائے زندگی کی بابت کامل رہنمائی مہیا فرمادی ہے۔ وہ معاملات چاہے دینی ہوں یا دنیاوی، معیشت کے متعلق ہوں یا معاشرت کے، سیاست کے متعلق ہوں یا ریاست کے، عدل کے متعلق ہوں یا سیادت کے الغرض اسلام میں تمام امور کے بارے میں مکمل تعلیمات بیان کردہ ہیں۔ ائمہ دین نے ان معاملات کو فقہی اجاث کے تحت اپنی کتب میں درج کیا اور امت تک ان کی بابت رہنمائی پہنچائی۔ مولانا ڈیرووی نے بھی فقہی اجاث پر تالیفات مرتب کیں جن میں سے مطبوع تالیفات کا تحقیقی تعارف ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

1۔ زیورات میں زکوٰۃ کا حکم:

کیا زیورات میں زکوٰۃ ہوگی یا نہیں؟ یہ فقہاء کے مابین ایک مختلف فیہ مسئلہ ہے۔ اس بابت متقدمین علماء نے بھی قلم اٹھایا اور متاخرین نے بھی اس مسئلہ میں کتب و رسائل تالیف کیے۔ مولانا ڈیرووی نے زیورات میں زکوٰۃ کے مسئلہ کی بابت یہ رسالہ تالیف فرمایا۔ یہ رسالہ چھتر (76) صفحات پر مشتمل ہے جو کہ 1997ء میں فراز ایسوسی ایشن، لاہور سے طبع ہوا ہے۔ یہ کتاب انیس (19) ذیلی عنوانات پر محیط ہے۔ مولانا ڈیرووی کا موقف اس بابت یہ ہے کہ خاتون اپنے استعمال کے زیور کی زکوٰۃ ادا نہیں کرے گی اور انہوں نے اسی موقف کو اپنے اس رسالہ میں ادلہ کے ساتھ ثابت کیا ہے۔

¹ : مولانا عطاء اللہ ڈیروی، ترجمہ: الرد الباهر فی مسئلۃ الحاضر و الناظر، 30۔

مولانا ڈیروی کا اسلوب:

مولانا عطاء اللہ ڈیروی نے ابتدائے کتاب میں ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و صحابیات اور ائمہ دین کا موقف مع دلیل درج کیا کہ جو عورت کے زیورات پر زکوٰۃ کے قائل نہیں تھے، یہ اہل علم درج ذیل ہیں:

- 1- ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا 2- خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم
- 3- سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما 4- سیدنا جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ 5- سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ
- 6- سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا 7- سیدنا امام محمد باقر 8- سیدنا سعید بن مسیب
- 9- سیدہ عمرہ بنت عبد الرحمن رضی اللہ عنہ 10- سیدنا قاسم بن محمد بن ابو بکر 11- سیدنا طاووس

درج بالا کبار اہل علم کا موقف یہ تھا کہ عورت کے استعمال کے زیورات پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔ مولانا ڈیروی نے ان کے موقف مع دلیل ذکر کیے ہیں اور ان میں سے کسی کے موقف پر اگر کسی قسم کی کوئی جرح ہے تو اس کا کافی و شافی جواب دیا ہے۔ مولانا ڈیروی کا درج بالا کبار اہل علم کا موقف بیان کرنے کا اسلوب ملاحظہ ہو: سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بابت آپ رقمطراز ہیں:

”امام شافعی اپنی مسند (ص 228) میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت لائے ہیں کہ آپ اپنی بیٹیوں اور لونڈیوں کے زیوروں کی زکوٰۃ نہیں دیتے تھے۔ اس روایت کی سند اس طرح ہے: ”مالک عن نافع عن ابن عمر“ اس روایت کی سند صحیح ہے۔ اسی طرح ابو عبید بھی کتاب الاموال ص 179 میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت لائے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنی بیٹیوں کا نکاح دس ہزار درہم مہر پر کیا کرتے تھے، اس میں سے چار ہزار درہم کے زیور بنا کر ان کو دیا کرتے اور ان زیوروں کی زکوٰۃ نہیں دیا کرتے تھے، اس روایت کی سند یہ ہے: ”اسماعیل بن ابراہیم عن ایوب عن نافع عن ابن عمر“ یہ روایت صحیح ہے (اسماعیل بن ابراہیم بن مقسم بن علیہ اور ایوب اور نافع مولیٰ ابن عمر سب ثقہ ہیں (تہذیب الکمال)۔“¹

مولانا عطاء اللہ ڈیروی نے یہاں درج ذیل امور کا خیال کیا:

① امام شافعی اور امام ابو عبید قاسم کی کتب سے اپنے موقف کی دلیل ذکر کی۔

② دونوں کتب میں روایت کی سند کو بیان کیا۔

¹ : مولانا عطاء اللہ ڈیروی، زیورات میں زکوٰۃ کا حکم (لاہور: فراز ایسوسی ایشن، 1997ء)، 12۔

۳) دونوں اسناد کی بابت ان کا درجہ صحت واضح کیا۔

۴) اسناد میں مذکور روایت کی بابت حافظ ابن حجر العسقلانی کی توثیق درج کی۔

جن مقامات پر مولانا ڈیروٹی کے بیان کردہ موقوفہ پر کوئی جرح موجود ہے تو آپ نے اس جرح کو ختم کیا ہے اور اس کی تصحیح و تسوید ذکر کی ہے۔ مثال کے طور پر مولانا ڈیروٹی نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ ایک روایت ذکر کی کہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سوال پوچھا گیا کہ تلوار کے دستے پر سونا لگا ہو تو کیا اس کی زکوٰۃ ہو گی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں ہوگی۔ اس روایت کی سند یہ ہے:

”خالد بن عمر القرشي الكوفي عن شريك عن علي بن سليم قال سألت أنساً--“

اس پر ایک اعتراض موجود کہ خالد بن عمر اہل علم کے ہاں معتبر نہیں۔ اس پر مولانا ڈیروٹی توضیح فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

”اس سند میں خالد بن عمر لکھا ہے۔ لیکن امام بخاری نے کتاب الضعفاء الصغیر (ص 43) میں اس کو خالد بن عمرو (واؤ) کے ساتھ لکھا ہے اور اس کو منکر الحدیث کہا ہے۔ امام احمد سے منقول ہے کہ یہ راوی ثقہ نہیں ہے۔ صالح جزرق کا کہنا یہ ہے کہ یہ شخص جھوٹی حدیثیں گھڑا کرتا تھا۔ امام ابن عدی نے بھی الکامل میں اس پر احادیث گھڑنے کی تہمت لگائی ہے۔

لہذا یہ اسناد اس راوی کی وجہ سے ضعیف ہیں۔ لیکن امام دارقطنی نے سنن (جلد 2 صفحہ 109) میں انس بن مالک کا یہ قول دوسری سند سے روایت کیا ہے۔ وہ سند یہ ہے: ”أبو بكر النيسابوري،

أحمد بن أبي رجاء وكيع، شريك بن علي بن سليم قال سألت أنس بن مالك--“ اس

سند میں ابو بکر النیسابوری کا نام عبد اللہ بن محمد بن زیاد ہے، یہ ثقہ اور حافظ تھے۔ امام دارقطنی فرماتے ہیں: ہم نے اپنے مشائخ میں اس سے زیادہ حافظ الحدیث نہیں دیکھا (سیر اعلام النبلاء)۔ اس اسناد کا دوسرا راوی احمد بن رجاء بھی ثقہ ہے۔ حافظ ابن حجر نے تقریب میں لکھا ہے کہ احمد بن عبد اللہ بن ایوب ابو الولید بن ابی رجاء ثقہ ہے۔ اس اسناد کا تیسرا راوی شریک بن عبد اللہ القاضی

ہے۔ ابن معین نے اسے ثقہ، ثقہ کہا ہے، یعنی تاکید کے طور پر دوبار ثقہ کہا ہے۔¹

درج بالا بحث میں مولانا ڈیروی نے لطیف نکات بیان کیے ہیں، ملاحظہ ہوں:

① اپنی ذکر کردہ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے مؤقف کی بابت پہلی روایت کی سند میں مذکور راوی کے ضعف کا خود ذکر کیا۔

② اس مذکورہ راوی کی بابت امام بخاری، امام احمد بن حنبل، امام صالح اور امام ابن عدی کی جرح ذکر کی۔

③ بعد ازاں مولانا ڈیروی اپنے بیان کردہ متن کی دوسری سند لائے کہ جسے امام دارقطنی نے نقل کیا تھا۔

④ امام دارقطنی کی نقل کردہ سند میں موجود تمام رواۃ کی بابت مولانا ڈیروی نے ائمہ جرح و تعدیل مثلاً: امام دارقطنی، امام ابن حجر العسقلانی اور امام بیہقی ابن معین کی توثیق درج کی کہ یہ ائمہ ان رواۃ کو ثقہ قرار دیتے ہیں۔

⑤ ائمہ جرح و تعدیل کی توثیق کے ساتھ مولانا ڈیروی نے اپنے مؤقف کو تقویت دی اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ کا مذہب ثابت کیا کہ وہ استعمال کے زیورات پر زکوٰۃ کے قائل نہ تھے۔

اسی کتاب میں آگے چل کر مولانا ڈیروی نے زیورات میں زکوٰۃ کے قائلین کی ادلہ کو بھی ذکر کیا ہے اور ان کی ادلہ کے جوابات تفصیلاً درج کیے ہیں۔ یہ ادلہ تعداد میں آٹھ (8) ہیں۔ مثلاً: سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کی ایک روایت امام احمد نے بیان کی ہے کہ وہ اپنی خالہ کے ساتھ نبی کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور انہوں نے زیورات پہن رکھے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم اس کی زکوٰۃ دیتی ہو تو انہوں نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں اس بات کا خوف نہیں کہ اللہ تمہیں آگ کے زیور پہنادے؟ ان کی زکوٰۃ دیا کرو۔ یہ روایت زیورات کے قائلین کی ایک مضبوط دلیل ہے۔ اس روایت کو بیان کرنے کے بعد مولانا ڈیروی فرماتے ہیں:

”اس حدیث کی سند میں شہر بن حوشب ہے۔ امام ابن الجوزی نے تحقیق (ج 2 صفحہ 1426) میں

امام ابن عدی سے نقل کیا ہے کہ اس کی حدیث سے استدلال کرنا جائز نہیں۔ امام ابن حبان فرماتے

ہیں: ثقہ راوی سے معضلات (ضعیف روایات) نقل کرتا ہے۔ اس حدیث کی سند میں دوسرا راوی

عبداللہ بن عثمان بن خثیم ہے۔ امام ابن معین سے منقول ہے کہ اس کی احادیث قوی نہیں۔ اس

¹: مولانا عطاء اللہ ڈیروی، زیورات میں زکوٰۃ کا حکم، 14۔

میں تیسرا راوی علی بن عاصم ہے، امام یزید بن ہارون سے منقول ہے: ہم اس کو جھوٹا جانتے ہیں، امام احمد اس کے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتے تھے۔ امام یحییٰ سے منقول ہے: یہ کچھ نہیں۔ امام نسائی نے فرمایا: یہ متروک الحدیث ہے۔¹

درج بالا نقد میں مولانا ڈیروی نے حدیث کی سند کی تحقیق پیش کی اور وضاحت کی کہ اس میں تین راوی ایسے ہیں کہ جن کے بارے میں کبار ائمہ جرح و تعدیل کی جرح موجود ہے۔ ساتھ امام ابن الجوزی کا موقف مع حوالہ درج کیا۔ اسی طرز پر مولانا ڈیروی نے قائلین زکوٰۃ کی ادلہ کے جواب درج کیے ہیں۔ جبکہ اپنے موقف کو مع صحیح ادلہ کے بیان کیا ہوا کہ زیورات پر زکوٰۃ کا حکم ثابت نہیں ہوتا۔

2- ہدایۃ المسائل إلی اختلاف المطالع

روایت ہلال کا مسئلہ شروع سے ہی ائمہ دین کے ہاں مختلف فیہ رہا ہے۔ اس ضمن میں دو آراء بنیادی حیثیت کی حامل ہیں۔ پہلی رائے رکھنے والے علماء کا موقف یہ ہے کہ پوری دنیا میں ایک ہی روایت کافی ہوگی، یعنی کسی ایک جگہ بھی اگر چاند نظر آجائے تو اس کا اطلاق پوری دنیا کے خطے پر ہوگا اور ہر کوئی اس کے مطابق عید کرنے یا روزہ رکھنے کا پابند ہوگا۔ جبکہ دوسری رائے اس کے بالکل برعکس ہے۔ وہ یہ کہ ہر جگہ کی اپنی روایت ہے۔ کسی علاقہ کی روایت کا اثر دوسرے علاقہ پر شمار نہیں کیا جائے گا۔

مولانا ڈیروی نے بھی اس فقہی مسئلہ پر قلم اٹھایا اور ایک مختصر رسالہ تحریر فرمایا۔ یہ رسالہ اڑتالیس (48) صفحات پر محیط ہے۔ یہ اردو زبان میں لکھا ہوا ہے لیکن اس کا عنوان عربی رکھا گیا ہے۔ اردو میں اس کا عنوان اس طرح درج شدہ ہے: ”مسئلہ اختلاف روایت ہلال“۔ یہ مختصر رسالہ دارالتقویٰ، کراچی سے فروری 2007ء میں طبع ہوئی ہوا تھا۔

اس رسالہ میں مولانا ڈیروی نے چاند کی روایت کی بابت ادلہ کی روشنی میں بحث کی ہے۔ آپ گاہ یہ موقف تھا کہ تمام عالم اسلام کے لیے ایک ہی چاند ہے اور جہاں بھی چاند نظر آئے اور جہاں تک اس کی روایت کی اطلاع پہنچے تو ان تمام کے لیے اس کے مطابق عید ادا کرنا لازم اور ضروری ہے۔ اس کتاب پر مولانا عبد العظیم حسن ثانی نے نظر

¹: مولانا عطاء اللہ ڈیروی، زیورات میں زکوٰۃ کا حکم، 59۔

ثانی کی خدمت سرانجام دی تھی۔ جنہوں نے کتاب کا ایک جامع مقدمہ بھی تحریر فرمایا کہ جو دو صفحات پر محیط ہے۔

مولانا ڈیروئی کا اسلوب

ابتداءً کتاب میں مولانا ڈیروئی نے فقہائے اربعہ کا اختلافِ مطالع کی بابت مؤقف ذکر کیا اور عنوان اس طرح درج کیے:

1۔ اختلافِ المطالع اور فقہ المالکی 2۔ اختلافِ المطالع اور فقہ شافعی و حنبلی 3۔ اختلافِ المطالع اور فقہ حنفی
امام مالک کے مؤقف کو بیان کرنے کے لیے مولانا ڈیروئی نے معروف مالکی امام ابن عبدالبر کی ادلہ مفصل حوالہ کے ساتھ نقل کی ہیں۔ مثلاً امام ابن عبدالبر کا یہ قول مولانا ڈیروئی نے نقل کیا:

”فكان مالك فيما رواه عنه ابن القاسم والمصريون إذا ثبت عند الناس أن اهل البلد رأوه فعليهم القضاء لذلك اليوم الذي افطروه وصامه غيرهم برؤية صحيحة وهو قول الليث والشافعي والكوفيين وأحمد“¹

”امام مالک نے کہا کہ مسلمانوں میں سے کسی شہر کے مسلمان نے چاند دیکھا ان مسلمانوں نے اس دن روزہ رکھا تو جس کسی دوسرے شہر کے مسلمانوں نے چاند نہ ہونے کی وجہ سے وہاں اس دن روزہ نہیں رکھا ان کو اس دن کی قضاء کرنی چاہیے اور دوسرے شہر کے مسلمانوں کی روایت پر عمل کرنا چاہیے۔ اس کے بعد امام ابن عبدالبر لکھتے ہیں کہ امام لیث بن سعد، امام شافعی، امام احمد اور اہل کوفہ کا بھی یہی قول ہے“

مولانا ڈیروئی نے امام مالک کا یہ مؤقف نقل کیا تو اس کے ضمن میں ہی امام شافعی، امام احمد بن حنبل، امام لیث بن سعد اور امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کے مؤقف کی طرف اشارہ بھی ذکر کر دیا کہ جسے امام ابن عبدالبر نے بیان کیا ہے۔ بعد ازاں آپ نے اسی طرز پر فقہائے اربعہ کے اقوال مع ادلہ اپنے اس مختصر رسالہ میں نقل کیے ہیں۔ بعد ازاں مولانا ڈیروئی نے درج ذیل عنوانات کے تحت بحث رقم کی ہے:

① لفظ ”بلد“ کے مفہوم کا تعین

¹: امام یوسف بن عبداللہ ابن عبدالبر الاستذکار (بیروت: دارالکتب العلمیہ، 2000ء)، 3: 282۔

- ② ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول پر اہل علم شخصیات کی رائے
- ③ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا موقف
- ④ دور جدید میں مسئلہ رویت ہلال
- ⑤ روزہ دار عید کی خبر مل جانے پر کیا کرے؟
- ⑥ رویت ہلال سے تعلق رکھنے والے اہم مسائل
- ⑦ خلاصہ کلام / خاتمہ

خلاصہ کلام میں مولانا عطاء اللہ ڈیرویؒ نے اپنا موقف مختصر الفاظ میں بیان کیا ہے۔ آپ رقمطراز ہیں:

”صحیح قول وہی ہے جو اس رسالہ میں ائمہ مسلمین کے حوالہ سے نقل کیا گیا ہے کہ کسی بھی ملک اور شہر کی رویت ان تمام ممالک اور شہروں کے لیے معتبر ہے جہاں تک یہ اطلاع بروقت پہنچ سکے“¹

گویا مولانا ڈیرویؒ کا رویت ہلال کی بابت موقف یہ تھا کہ تمام کے لیے چاند کو دیکھنا ضروری اور ممکن نہیں، لہذا اگر کوئی بھی دو عادل مسلمان چاند دیکھ لیں تو ان کی گواہی کو قبول کرتے ہوئے رمضان کے اختتام کا اعلان کر دیا جائے گا اور جہاں جہاں تک یہ اطلاع پہنچ سکے وہاں کے مسلمان نماز عید ادا کریں گے چاہے وہ دنیا کے کسی بھی ملک میں رہنے والے ہوں اور ایک عادل مسلمان کی گواہی پر جہاں جہاں اطلاع پہنچے وہاں کے مسلمان رمضان کا آغاز کر سکتے ہیں۔

3۔ رویت ہلال میں اختلاف مطالع معتبر نہیں ہے

مولانا عطاء اللہ ڈیرویؒ کی کتاب ”ہدایۃ السائل إلی اختلاف المطالع“ کے تعارف میں یہ بات گزر چکی ہے کہ آپ پوری امت مسلمہ کے لیے ایک ہی رویت پر عمل کے قائل تھے۔ یہ مسئلہ قدیم و جدید فقہاء کے مابین نزاعی و اختلافی مسئلہ ہے۔ ہر دور میں رویت ہلال کی بابت مختلف آراء سامنے آتی رہی ہیں اور علماء ان پر مستقل کتب تصنیف فرماتے رہے ہیں۔ جبکہ اختلافی مسئلہ ہونے کی وجہ سے بعض علماء کا آپس میں بھی مکالمہ و مباحثہ کتابی صورت میں ہوتا رہا۔ مولانا ڈیرویؒ کی کتاب ”ہدایۃ السائل إلی اختلاف المطالع“ جب منظر عام پر آئی تو اس

¹: مولانا عطاء اللہ ڈیروی، ہدایۃ السائل إلی اختلاف المطالع (کراچی: دار التقوی، 2007ء)، 48۔

کے جواب میں مولانا عبد الوکیل ناصر نے ایک کتاب لکھی جس کا عنوان انہوں نے ”حقیقت اختلاف مطالع اور مسئلہ رویت ہلال“ رکھا۔ یہ کتاب ادارہ اشاعت قرآن و حدیث، کراچی سے مارچ 2008ء میں طبع ہوئی۔ یہ کتاب ایک صد تینتیس (133) صفحات پر محیط ہے۔ اس کتاب میں مولانا عبد الوکیل ناصر نے سخت الفاظ لکھے ہیں اور مولانا عطاء اللہ ڈیروی کو ”مجہول الحال“ لکھا ہے۔¹ مولانا ڈیروی نے اس کتاب کا جواب لکھا اور کتاب کا عنوان: ”رویت ہلال میں اختلاف مطالع معتبر نہیں“ رکھا۔ اس کتاب میں آپ نے مولانا عبد الوکیل ناصر صاحب کو ”حضرت علامہ“ کہہ کر مخاطب کیا۔ یہ آپ کے اعلیٰ ظرف ہونے کی دلیل ہے۔ یہ کتاب ستمبر 2008ء میں کراچی، دارالتقویٰ سے طبع ہوئی۔ اس کتاب کی ضخامت ایک صد بارہ (112) صفحات ہے۔ جبکہ جو نسخہ مولانا ڈیروی کے ”مکتبہ ڈیرویہ“ سے میسر آیا اس پر مولانا ڈیروی نے ایک مرتبہ دوبارہ نظر ثانی کی ہوئی تھی اور اس کے آخری صفحہ پر درج ذیل تاریخ برائے نظر ثانی مرقوم ہے:

”نظر ثانی: 11 رمضان المبارک، 1430ھ، عطاء اللہ ڈیروی“²

مولانا ڈیروی کی اس جوابی کتاب پر مولانا حکیم محمد ناصر منجا کوٹی کی نظر ثانی اور مقدمہ کتاب شامل ہے۔ یہ مقدمہ مفصل اور جامع ہے اور آٹھ (8) صفحات پر محیط ہے۔

مولانا ڈیروی کا اسلوب

ابتداءً کتاب میں مولانا ڈیروی نے ذکر کیا کہ امت مسلمہ کے لیے ایک رویت کا نظریہ اور موقوف رکھنے والے علماء و ائمہ دین کی تعداد زیادہ ہے جبکہ اس کے برعکس ان علماء و ائمہ دین کی تعداد کم ہے کہ جن کا موقوف اپنی اپنی رویت کا ہے۔ آپ رقمطراز ہیں:

”اس نظریہ کے مخالفین کی ائمہ اسلام میں تعداد بہت کم ہے جو اختلاف مطالع کا نظریہ رکھتے ہیں یا یہ کہ ہر بلد و شہر کی اپنی رویت کے نظریے کے حامل ہیں۔ یہ صرف چند شافعی علماء ہیں جن میں امام نووی ہیں اور حنفی فقہاء میں کنز الدقائق کے شارح علامہ زیلعی ہیں اور موجودہ دور کے حنفی علماء میں عبدالحی لکھنوی صاحب ہیں۔“³

¹ مولانا عبد الوکیل ناصر، حقیقت اختلاف مطالع اور مسئلہ رویت ہلال (کراچی: ادارہ اشاعت قرآن و حدیث، 2008ء)، 126۔

² مولانا عطاء اللہ ڈیروی، رویت ہلال میں اختلاف مطالع معتبر نہیں (کراچی: دارالتقویٰ، 2008ء)، 112۔

³ مولانا عطاء اللہ ڈیروی، رویت ہلال میں اختلاف مطالع معتبر نہیں، 14۔

یہاں مولانا ڈیروٹی نے شافعیہ میں سے امام نووی اور احناف میں سے علامہ زبیلی اور مولانا عبدالحی لکھنوی کا موقف ذکر کیا کہ یہ ان علماء میں سے ہیں کہ جو روایت ہلال کے معاملہ میں اختلاف مطالع کے قائل ہیں۔ مکمل کتاب میں مولانا ڈیروٹی نے مولانا عبد الوکیل ناصر صاحب کے ہدایۃ السائل إلی اختلاف المطالع“ پر وارد اعتراضات کا جواب دیا ہے۔

مولانا عطاء اللہ ڈیروٹی کا اسلوب یہ ہے کہ آپ پہلے مولانا عبد الوکیل ناصر کی تحریر کا ایک جز نقل کرتے ہیں۔ اصل کتاب سے اس کا صفحہ نمبر بطور حوالہ درج کرتے ہیں اور بعد ازاں اس کا اسی مقام پر جواب نقل کر دیتے ہیں۔ اس ضمن میں بعض مقامات پر آپ نے عقلی توجیہات پیش کی ہیں جبکہ اکثر مقامات پر ادلہ کی روشنی میں جواب تحریر فرمایا ہے۔ مثال کے طور پر مولانا ڈیروٹی لکھتے ہیں:

”حضرت علامہ نے فرمایا ہے: اور قیاسی دلیل اس طرح ہوئی کہ ہم دیکھتے ہیں کہ امساک یعنی سحری کھانے سے رک جانا اور افطار میں ہر شخص اپنے ہی شہر کے طلوع و فجر اور غروب آفتاب کا اعتبار کرتا ہے، کہیں جلدی اور کہیں دیر میں توجب امساک و افطاریومی میں اپنا ہی اعتبار ہے تو پھر صوم و افطار شہری میں بھی ہر کوئی اپنے ہی شہر کی روایت کا اعتبار کرے گا۔“ (ص: 89)¹

یہاں مولانا ڈیروٹی نے مولانا عبد الوکیل ناصر کے وارد کردہ اعتراض یا قول کو بعینہ نقل کیا اور ساتھ ان کی کتاب کا حوالہ بھی درج کیا کہ یہ بات مولانا نے اپنی کتاب کے صفحہ 89 پر درج کی ہے۔ بعد ازاں آپ نے اپنے جواب کا آغاز کرتے ہوئے لکھا:

”اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کی یہ دلیل اس مذہب کی دلیل تو بن سکتی ہے جو یہ کہتا ہے کہ ہر بلد کی اپنی ہی روایت ہے، چاند کا مطلع ایک ہو یا الگ الگ، کسی دوسری جگہ کی روایت قطعاً قابل قبول نہیں ہے اور یہ دلیل اس مذہب کے خلاف پڑتی ہے جو اس بات کا قائل ہے کہ اپنے شہر کی روایت کے ساتھ ہر اس جگہ کی روایت بھی معتبر ہوگی جہاں دونوں جگہوں کا ایک مطلع پڑتا ہے اور آپ بھی اسی مذہب کے قائل ہیں اس صورت میں آپ کا اس دلیل سے مذہب باطل ہو گیا۔“²

¹: ایضاً، 35۔

²: ایضاً، 35۔

مولانا ڈیرویؒ مختصر اور جامع پیرائے میں جواب رقم کرتے ہیں۔ جیسے یہاں مولانا نے فقط اتنی بات تحریر کی کہ آپ جو دلیل اپنی کتاب میں نقل کر رہے ہیں وہ تو خود آپ کے مؤقف و مذہب کے متضاد ہے تو گویا آپ اپنے مؤقف و مذہب کا خود ہی رد کر رہے ہیں۔ اختتام کتاب میں مولانا ڈیرویؒ نے اپنی پوری کتاب کا خلاصہ بائیں الفاظ درج کیا ہے:

”ہماری پوری اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیت ”فمن شهد منكم الشهر فليصمه“ اور احادیث نبویہ کے عمومی خطاب سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایک شہر کا چاند تمام امت مسلمہ کے لیے ہے، بغیر کسی مسافت کی قید کے۔“¹

جو کتاب ”مکتبہ ڈیرویہ“ سے میسر آئی اس ایک جلد میں درج ذیل تین کتب اکٹھی جمع کی ہوئی ہیں تاکہ قاری اصل کتاب، اس کا جواب اور پھر اس جواب کا جواب ایک جگہ پڑھ کر درست رائے تک پہنچ سکے:

1- ”هدایة السائل إلی اختلاف المطالع“ از مولانا ڈیرویؒ

2- ”حقیقت اختلاف مطالع و مسئلہ رویت ہلال“ از مولانا عبد الوکیل ناصر (”هدایة السائل إلی

اختلاف المطالع“ کا جواب)

3- ”رویت ہلال میں اختلاف مطالع معتبر نہیں“ از مولانا ڈیرویؒ (”حقیقت اختلاف مطالع و مسئلہ رویت

ہلال“ کا جواب)

4- تبلیغی جماعت پر اعتراضات اور مولانا زکریا صاحب کے جوابات: تجزیہ اور تعاقب کی کسوٹی پر

تبلیغی جماعت کے عقائد میں بعض امور و مسائل ایسے ہیں کہ جن پر علماء نے گرفت کی ہے۔ اس جماعت میں صوفیاء کے بعض باطل عقائد کو داخل کیا گیا اور ان کو جگہ دی گئی۔ تبلیغی جماعت کی طرف سے مطبوعہ بعض کتب میں ایسی باتیں در آئی ہیں کہ جو درست نہیں۔ متعدد علماء نے ان باطل نظریات کی نشاندہی کی اور ان کا رد لکھا۔ مولانا عطاء اللہ ڈیرویؒ نے اس ضمن میں تین کتب تصنیف فرمائیں اور ایک عربی کتاب کا ترجمہ کیا اور اس پر تعلیقات و افادات مرتب کیے۔ ان میں سے ایک کتاب کہ جو عقیدہ کے باب سے تعلق رکھتی تھی اس کا ذکر بحث

¹: مولانا عطاء اللہ ڈیروی، رویت ہلال میں اختلاف مطالع معتبر نہیں، 112 -

اول میں گزر چکا ہے۔

مولانا ڈیروی کی جماعت تبلیغ کی بابت دوسری کتاب کا عنوان: ”تبلیغی جماعت پر اعتراضات اور مولانا زکریا صاحب کے جوابات: تجزیہ اور تعاقب کی کسوٹی پر“ ہے۔ یہ کتاب ایک صد چھ (106) صفحات پر محیط ہے۔ یہ کتاب مئی 2010ء میں دارالتقویٰ، کراچی سے طبع ہوئی۔ مولانا زکریا کہ جو تبلیغی جماعت سے تعلق رکھتے تھے اور اس جماعت کے رہنماء تھے، انہوں نے تبلیغی جماعت پر وارد اعتراضات کا ایک کتاب: ”جماعت تبلیغ پر اعتراضات کے جوابات“ میں جواب لکھا۔ یہ کتاب ادارہ اشاعت دینیات، دہلی سے شائع ہوئی۔ مولانا ڈیروی نے ان کے جوابات کا اس کتاب میں تجزیہ اور تعاقب کیا پیش ہے۔

مولانا ڈیروی کا اسلوب

مولانا محمد زکریا نے اپنی کتاب میں جب تبلیغی جماعت کے دفاع میں اس بحث رقم کیں تو انہیں ”اشکالات“ کا عنوان دیا۔ آپ اشکالات ذکر کر کے پھر ان کا جواب دیتے۔ مولانا ڈیروی نے اپنی اس کتاب میں انہی اشکالات کا تعاقب کیا ہے۔ آپ کا اسلوب یہ ہے کہ آپ اشکال کا نمبر درج کرتے ہیں اور بعد ازاں ان اشکالات کا تعاقب کرتے ہیں اور اسے ”تجزیہ و تعاقب“ کا نام دیتے ہیں۔ جو اشکالات آپ نے اپنی کتاب میں نقل کیے ہیں ان کی تعداد اٹھارہ (18) ہے۔ ان کی فہرست اس افادہ کی غرض سے یہاں دی جا رہی ہے کہ اگر کوئی قاری اس کتاب کا مطالعہ کرنا چاہے تو اسے کتاب میں شامل اس بحث کا اس فہرست سے علم ہو سکے:

اشکال نمبر 1: ”تبلیغ کے لیے خروج کو، ہجرت و جہاد کہنا صحیح نہیں“

اشکال نمبر 2: ”مسلمانوں پر تبلیغ کے لیے خروج بدعت ہے۔“

اشکال نمبر 3: ”تبلیغی جماعت کے نزدیک تعلیم کی اہمیت نہیں۔“

اشکال نمبر 4 اور 5: ”تبلیغی جماعت مدارس اور علماء کی مخالف ہے۔“

اشکال نمبر 6: ”تبلیغ دین جاہلوں کا نہیں بلکہ علماء کا کام ہے۔“

اشکال نمبر 7: ”تبلیغ مدارس اور خانقاہوں کی حریف ہے۔“

اشکال نمبر 8: ”تبلیغ میں عالم پر جاہل کو امیر بنایا جاتا ہے۔“

اشکال نمبر 9 اور 10: ”حکیم الامت اور شیخ الاسلام دینی تبلیغ کے خلاف تھے۔“

اشکال نمبر 11: ”اہل تبلیغ لوگوں پر جبر اور زبردستی کرتے ہیں۔“

اشکال نمبر 12: ”تبلیغی چلہ کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔“

اشکال نمبر 13: ”تبلیغ کو انگریزوں کی طرف سے پیسے ملتے تھے۔“

اشکال نمبر 14: اہل تبلیغ تھانوی صاحب کی کتابوں سے روکتے ہیں۔“

اشکال نمبر 15: ”مولانا الیاس ہر قسم کے لوگوں سے ملتے تھے۔“

اشکال نمبر 16: ”تبلیغ والے اعتراضات کی طرف التفات نہیں کرتے۔“

اشکال نمبر 17: ”تبلیغ والے فضائل پر زور دیتے ہیں، مسائل پر نہیں۔“

اشکال نمبر 18: ”موجودہ تبلیغی جماعت ضلالت و گمراہی پر ہے۔“

یہ وہ اشکالات کی فہرست ہے جنہیں مولانا محمد زکریا نے اپنی کتاب میں نقل کی اور ان کا بعد ازاں تفصیلی جواب دیا ہے۔ مولانا ڈیروی نے انہی اشکالات کو اور مولانا زکریا کے الفاظ کو بعینہ نقل کیا ہے اور بعد ازاں ان کے جوابات کا علمی تعاقب کیا ہے۔ مکمل کتاب میں آپ کا یہی اسلوب برقرار رہا ہے۔ بطور مثال ایک ”تجزیہ و تعاقب“ از مولانا ڈیروی ملاحظہ ہو:

اشکال نمبر 17: ”تبلیغ والے فضائل پر زور دیتے ہیں مسائل پر نہیں“ کے تحت مولانا محمد زکریا نے جو جواب درج کیا، اس جواب کے تعاقب میں مولانا ڈیروی نے سات نکات میں ”تجزیہ و تعاقب“ درج کیا ہے۔ جو کہ چھ صفحات پر محیط ہے۔ اس مفصل جواب میں سے ایک جزء درج ذیل ہے:

”ثانیاً: ائمہ اور فقہاء کے درمیان اگر اختلاف افضل اور غیر افضل کا ہو تو یقیناً اس اختلاف سے صرف نظر کیا جاسکتا تھا۔ لیکن کیا ائمہ اربعہ یعنی امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک اور امام احمد ابن حنبل کے درمیان اختلاف صرف افضل اور غیر افضل کا ہے؟ نہیں، بلکہ ائمہ کے درمیان حرام و حلال اور جائز و ناجائز میں بھی اختلاف ہے۔ پس اختلافات سے صرف نظر کر کے یہ تصور کرنا کہ اس طرح اختلافات ختم ہو جائیں گے ایسا ہی ہے جیسا کہ بلی کو دیکھ کر کبوتر کا آنکھیں بند کر لینا اور یہ سمجھنا کہ بلی کے شر سے کبوتر محفوظ ہو گیا ہے۔“¹

یہ مولانا کے جوابات میں سے بطور مثال ایک جز بیان کیا گیا ہے اور اوپر یہ بات مذکور ہے کہ صرف اس ایک

¹ : مولانا عطاء اللہ ڈیروی، تبلیغی جماعت پر اعتراضات اور مولانا زکریا صاحب کے جوابات: تجزیہ اور تعاقب کی کسوٹی پر (کراچی: دار التقویٰ، 2010ء)، 89۔

اشکال کا تعاقب مولانا نے چھ صفحات پر محیط کیا ہے۔ یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ اختلاف میں بھی مولانا ڈیروئی ادب اختلاف کا لحاظ رکھتے ہیں اور فریق مخالف کی بابت سخت بات ذاتی حیثیت میں نقل نہیں کرتے۔

5- تبلیغی جماعت قرآن و حدیث کی کسوٹی پر

تبلیغی جماعت پر نقد کے ضمن میں یہ مولانا ڈیروئی کی تیسری تصنیف ہے۔ اس کتاب میں آپ نے تبلیغی جماعت کے منشور اور ان کے نظریات پر اعتراضات وارد کیے ہیں۔ آپ کے وارد کردہ یہ اعتراضات بہر حال وزن رکھتے ہیں۔ یہ کتاب کراچی، دارالتقویٰ سے مئی 2010ء میں طبع ہوئی۔ کتاب ایک صد بیس (120) صفحات پر محیط ہے۔

مولانا ڈیروئی کا اسلوب

اس کتاب کو مولانا ڈیروئی نے ستائیس (27) عنوانات میں تقسیم کیا ہے۔ ابتدائے کتاب میں آپ نے دین کی تعریف حدیث نبویہ ﷺ سے درج کی کہ دین نصیحت یعنی خیر خواہی کا نام ہے۔ اس حدیث کے بیان کے بعد آپ نے اس کی شرح میں امام نوویؒ کی مفصل شرح ذکر کی ہے کہ جس میں انہوں نے حدیث میں درج مندرجات کی بابت مفصل کلام کیا اور توضیحات پیش کر کے حدیث کی اصل تعبیر کو بیان کیا ہے۔

اس کتاب میں مولانا عطاء اللہ دہروئی نے ایک خاص اسلوب یہ بھی اپنایا کہ جہاں آپ حدیث بیان کرتے ہیں تو اس کے متصل بعد اس حدیث میں وارد الفاظ و اصطلاحات پر مفصل بحث و شرح ذکر کرتے ہیں۔ مثلاً: آپ نے سنن ترمذی، کتاب الفتن سے ایک حدیث نقل کی۔ بعد ازاں اس حدیث کے درج ذیل الفاظ پر مفصل بحث و توضیح ذکر کی ہے:

”خوارج، تراقیہم، قرن الشیطان، أحداث الأسنان سفہاء الأحلام، فاقتلوہم، سیمامہم التحلیق، لا یزالون یخرجون حتی یخرج آخرہم مع المسیح الدجال، ہم شر الخلق والخلیقة، یحقر أحدکم صلاتہ مع صلاتہم و صیامہ مع صیامہم، یقرؤن القرآن لا یجاوز تراقیہم، قوم یحسنون القیل و یسیئون الفعل“¹

¹ : مولانا عطاء اللہ ڈیروئی، تبلیغی جماعت قرآن و حدیث کی کسوٹی پر (کراچی: دارالتقویٰ، 2010ء)، 17-24۔

درج بالا احادیث کے الفاظ کی توضیح مولانا ڈیروی نے سات صفحات پر ذکر کی ہے اور اس توضیح میں آپ نے درج ذیل مصادر سے ادلہ نقل کی ہیں:

1- قرآن حکیم 2- الجامع الصحیح للمسلم 3- مشکوٰۃ المصابیح

4- لغات الحدیث از مولانا وحید الزمان قاسمی کیرانوی

جبکہ تبلیغی جماعت کے عقائد کہ جن کو مولانا ڈیروی باطل قرار دیتے تھے ان کے اقتباسات ان کی اہم کتب سے اس توضیح میں آپ نے نقل کیے ہیں۔ اس کتاب میں مولانا ڈیروی نے وضاحت کی کہ صوفیاء کے باطل عقائد کو تبلیغی جماعت نے اپنایا اور اپنے عقائد میں انہیں جگہ دی۔ مثلاً:

علم باطنی کا عقیدہ رکھنا کہ قرآن مجید کا ایک معنی ظاہری ہے اور ایک باطنی، یہ عقیدہ باطل ہے اور صوفیاء کے ساتھ ساتھ تبلیغی جماعت میں بھی پایا جاتا ہے۔ اس بابت مولانا ڈیروی رقمطراز ہیں:

”علم باطنی کا جو عقیدہ پیش کرتے ہیں اس کی رو سے قرآن عملاً خود ہی منسوخ ہو جاتا ہے کیونکہ جب معنی و مطالب حسب استعداد مختلف ہوئے تو پھر کسی بھی مسئلہ میں کس کے معنی معتبر ہوں گے اور کس کے نہیں؟ اس کا فیصلہ کون کرے گا؟ دراصل یہ منصب نبی اور رسول کا ہے کہ جس کی صراحت خود قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے۔ جیسا کہ سورۃ النحل میں ارشاد ہوا کہ اے نبی! ہم نے یہ قرآن آپ پر نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کے واسطے اس کی شرح کر دیں جو ان کے لیے نازل کیا گیا۔“¹

گویا مولانا ڈیروی نے وضاحت کی کہ علم باطنی کا نظریہ رکھنے والے تو دراصل ایسی عظیم بات کر رہے ہیں جس کے بوجھ کو اٹھانے سے وہ قاصر ہیں۔ یہ نبی اور رسول کا فرض و ذمہ داری تھی کہ وہ قرآن سے معانی و مطالب اور مسائل اخذ کر کے امت کی رہنمائی کریں۔ اب جو معانی رسول اللہ ﷺ نے قرآن مجید کے بتا دیے وہ مسلمہ ہیں۔ مفسرین بھی ان معانی سے تجاوز نہیں کرتے۔ اب اگر کوئی باطنی تفسیر کے باطل عقیدہ کا ماننے والا ہو تو گویا اس نے بہت بڑی بات کر دی ہے۔ اسی طرز پر مکمل کتاب میں مولانا ڈیروی نے ان باطل عقائد پر ادلہ شرعیہ کے ساتھ نقد کیا ہے۔

¹: مولانا عطاء اللہ ڈیروی، تبلیغی جماعت قرآن و حدیث کی کسوٹی پر، 43۔

6- تبلیغی جماعت کے شرکیہ اعمال بجواب فضائل اعمال (ترجمہ)

اس کتاب کا تعلق بھی جماعت تبلیغ پر نقد کے ضمن سے ہے۔ یہ ایک عربی تصنیف ہے کہ جس کے مصنف شیخ حمود بن عبد اللہ حمود التویجری ہیں۔ اس کتاب کا نام مصنف موصوف نے ”القول البدیع فی التحذیر من جماعة التبلیغ“ رکھا۔ شیخ حمود سے ایک شخص نے تبلیغی جماعت کی بابت سوال کیا کہ یہ جماعت کیسی ہے؟، اس کے جواب میں شیخ نے یہ کتاب تصنیف کی۔ بعد ازاں اس کتاب کو مولانا ڈیروٹی نے اردو قالب میں ڈھالا اور اور تعلیقات بھی شامل کیں۔ ان دنوں میں آپ جامع مسجد الشارقة، متحدہ عرب امارات میں اپنی خدمات سرانجام دے رہے تھے۔ ترجمہ شدہ یہ کتاب فروری 1997ء میں متحدہ عرب امارات سے محمد یاسین راجپوت نے طبع کروائی۔ کتاب کی ضخامت دو صد چوبیس (224) صفحات پر محیط ہے۔

کتاب پر مولانا ڈیروٹی کے افادات کا اسلوب

صاحب کتاب کی عبارات کے ترجمہ کا فونٹ نسبتاً اس فونٹ سے بڑا ہے کہ جو مولانا ڈیروٹی کے افادات ہیں۔ تاکہ ترجمہ اور تعلیق میں فرق پہچانا جائے۔ مولانا کا اسلوب یہ ہے کہ آپ صاحب کتاب کی عبارت کے ترجمہ کے بعد اس متن میں موجود کسی غرابت کی توضیح ذکر کر دیتے ہیں۔ مثلاً: صاحب کتاب لکھتے ہیں:

”مراقبہ چشتیہ بھی کرتے ہیں کسی قبر پر ہفتہ میں آدھا گھنٹہ سر پر کپڑا ڈال کر مراقبہ میں ”اللہ حاضری اللہ ناظری“ کا وظیفہ کرتے ہیں۔“¹

اس ترجمہ کے بعد مولانا عطاء اللہ ڈیروٹی نے متن میں موجود وظیفہ کی توضیح باس الفاظ نقل کی:

”اللہ حاضری: کا معنی ہے اللہ تعالیٰ میرے پاس حاضر اور موجود ہے۔ یہ وظیفہ اس لیے ناجائز ہے کیونکہ اس لفظ سے اللہ تعالیٰ کو زمین پر بذاتہ حاضر و ناظر مانا گیا ہے اور لفظ ”حاضر“ اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے نہیں ہے۔ (مترجم)“²

یہ توضیح درج بالا اصل ترجمہ کے بالکل متصل نیچے اس سے کم فونٹ میں لکھی ہوئی ہے۔ اس توضیح میں مولانا

¹: مولانا عطاء اللہ ڈیروٹی، ترجمہ: تبلیغی جماعت کے شرکیہ اعمال بجواب فضائل اعمال (متحدہ عرب امارات: از محمد یاسین راجپوت، 1997ء)، 5۔

²: مولانا عطاء اللہ ڈیروٹی، ترجمہ: تبلیغی جماعت کے شرکیہ اعمال بجواب فضائل اعمال، 5۔

ڈیروئی نے درج ذیل امور بیان کر دیے:

① متن میں موجود وظیفہ کی وضاحت کی اور اس کا درست نہ ہونا بیان کیا۔

② اللہ کی بابت حاضر و ناظر ہونے کے عقیدہ کی نفی کی۔

③ یہ وضاحت کی کہ ”حاضر“ کا تعلق اللہ عزوجل کے اسماء میں سے بھی نہیں ہے۔

جبکہ بعض مقامات پر افادات معلوماتی انداز کے ہیں۔ مثلاً صاحب کتاب نے ذکر کیا کہ تبلیغی جماعت کے اصولوں میں برائی کرنے والے کو فوراً منع نہ کرنے کی جو ہدایت کی گئی ہے وہ قرآن و سنت کے منافی ہے۔ یہاں مولانا ڈیروئی نے افادہ نقل کیا:

”اسی طرح تبلیغی نصاب میں جس کا نام انہوں نے بدل کر فضائل اعمال رکھ دیا ہے، کوئی باب

شرک کے رد میں نہیں ہے۔“¹

یہاں مولانا نے دو افادات بیان کیے ہیں:

اولاً: یہ بتایا کہ فضائل اعمال کتاب کا پرانا نام تبلیغی نصاب تھا۔

ثانیاً: یہ بیان کیا کہ فضائل اعمال کتاب میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کے رد میں کوئی باب یا بحث موجود نہیں ہے۔ اس قسم کے افادات تمام کتاب میں موجود ہیں۔

خلاصہ بحث

ڈیرہ غازی خان کے علاقہ کی ایک علمی شخصیت جس کو اہل علم مولانا عطاء اللہ ڈیروئی کے نام سے جانتے ہیں۔ آپ 1947ء میں پیدا ہوئے جبکہ تہتر برس کی عمر پر 2020ء میں کرونا بیماری کے دنوں میں وفات پائی۔ آپ نے اپنی زندگی کے 30 سال متحدہ عرب امارات میں بطور امام و خطیب بسر کیے۔ وطن واپسی کے بعد 2008ء میں آپ نے اپنی مسجد کے ساتھ ملحق ایک عظیم الشان مکتبہ ”مکتبہ ڈیرویہ“ کے نام سے قائم کیا۔ اس مکتبہ میں بنیادی شرعی مصادر کا ایک ضخیم ذخیرہ موجود ہے۔ مولانا عطاء اللہ ڈیروئی کو اللہ تعالیٰ نے قلم و قرطاس کی نعمت سے مالا مال کیا تھا۔ آپ نے متعدد عنوانات پر قلم اٹھایا اور کم و بیش چھبیس (26) کتب و رسائل تالیف فرمائے۔ جبکہ

¹: ایضاً، 13۔

دو عربی کتب کو آپ نے اردو قالب میں بھی ڈھالا اور بعد ازاں ان پر تعلیقات بھی مرتب کیں۔ آپ کی ان تالیفات میں سے فقط دس تالیفات زیور طباعت سے آراستہ ہو سکی ہیں۔ ان کتب میں عقائد، فقہی مسائل کے علاوہ متفرق عنوانات پر لکھے گئے رسال بھی موجود ہیں۔ اس تحقیقی آرٹیکل میں آپ کی ان مطبوع تالیفات کا تحقیقی تعارف اور اسلوب و منہج پیش کیا گیا ہے۔

مضمون میں مذکور بحث کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے بحث اول میں مولانا ڈیروئی کی ان چار کتب کا تحقیقی تعارف اور اسلوب و منہج پیش کیا گیا ہے کہ جو عقیدہ کی قبیل سے ہیں۔ پہلی کتاب مسئلہ تقدیر کے متعلق تھی کہ جس میں مولانا ڈیروئی نے غلام احمد پرویز صاحب کے تقدیر کی بابت باطل نظریات کا رد پیش کیا ہے۔ اس کتاب کا عنوان: ”مخرف قرآن و منکر حدیث پرویز صاحب اور مسئلہ تقدیر“ ہے۔ دوسری کتاب کا تعلق انسان کی خلافت کی بابت ہے۔ اس کتاب کا عنوان: ”توضیح خلافة الإنسان في ضوء السنة والقرآن“ ہے۔ یہ کتاب دراصل پروفیسر صبیح الدین انصاری کی کتاب کا رد ہے۔ پروفیسر صاحب زمین پر انسان کی خلافت کے نظریہ کو شرک قرار دیتے ہیں۔ مولانا عطاء اللہ ڈیروئی نے ان کے ادلہ کا تعاقب کیا ہے۔ تیسری کتاب کا عنوان: ”دیوبندی اور تبلیغی جماعت کا تباہ کن عقیدہ صوفیت“ ہے۔ اس کتاب میں مولانا عطاء اللہ ڈیروئی نے صوفیاء کے ان باطل عقائد کا جامع رد پیش کیا ہے کہ جو جماعت تبلیغ میں در آئے ہیں کہ جن سے عقیدہ توحید پر ضرب پڑتی ہے۔ اس ضمن میں آپ نے کم و بیش 27 کتب کے قابل اعتراض اقتباسات کو اپنی اس کتاب کا حصہ بنایا ہے۔

جبکہ چوتھی کتاب دراصل ایک کتاب ”الرد الباهر في مسئلة الحاضر و الناظر“ کا ترجمہ ہے کہ جس میں صاحب کتاب نے نبی کریم ﷺ کو حاضر و ناظر ماننے کا عقیدہ رکھنے والوں کے ادلہ کا محاکمہ کیا ہے اور کتاب میں یہ ثابت کیا کہ رسول اللہ ﷺ اس فانی دنیا سے کوچ فرما چکے ہیں۔ موصوف اس کتاب کو اردو قالب میں ڈھالنے کے ساتھ اس کے مشکل مقامات کی توضیحات بھی درج کی ہیں۔

بحث ثانی میں آپ کی بقیہ ان چھ کتب کا تحقیقی تعارف اور اسلوب و منہج پیش کیا گیا ہے کہ جن کا تعلق فقہی مسائل اور نقد وغیرہ سے ہے۔ اس ضمن میں پہلی کتاب کا عنوان: ”زیورات میں زکوٰۃ کا حکم“ ہے۔ اس کتاب میں مولانا عطاء اللہ ڈیروئی نے یہ موقف اپنایا کہ عورت کے استعمال کے زیورات میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ جبکہ دیگر دو کتب کا تعلق رویت ہلال کے مسئلہ سے ہے۔ مولانا ڈیروئی پوری دنیا کے لیے ایک ہی رویت کے قائل تھے اور

اپنی ان کتب میں آپ نے اپنے موقف کو بیان کیا ہے۔ ان کتب کے نام یہ ہیں:

- 1- ہدایۃ السائل إلی اختلاف المطالع، 2- رویت ہلال میں اختلاف مطالع معتبر نہیں ہے۔
- آخر بحث میں جن تین کتب کا تحقیقی تعارف اور اسلوب و منہج پیش کیا گیا ہے ان کا تعلق تبلیغی جماعت پر نقد کی قبیل سے ہے۔ ان میں سے دو تالیفات آپ کی ہیں جبکہ آخری کتاب کو آپ نے اردو قالب میں ڈھالا ہے اور افادات مرتب کیے ہیں۔ ان کتب کے نام یہ ہیں:
- 4- تبلیغی جماعت پر اعتراضات اور مولانا زکریا صاحب کے جوابات: تجزیہ اور تعاقب کی کسوٹی پر، 5- تبلیغی جماعت قرآن و حدیث کی کسوٹی پر، 6- تبلیغی جماعت کے شرکیہ اعمال، بجواب فضائل اعمال: (ترجمہ)